for Fran with lots of ♡
from Satya
31·01·2010

nullumst iam dictum
quod non-dictum sit prius
(Terence, Eunuchus, 1st Century C.E.,
Prologue, line 41)
for nothing is said
that hasn't been said before ...

نذیر احمد

(Ghalibnama
vol 20, no 1, Jan 1999
Ghalib Institute
(11 - 20)

غالبؔ کے اُردو دیوان کا دیباچہ

غالبؔ کے اُردو دیوان پر خود غالبؔ کے قلم کا ایک مختصر سا دیباچہ فارسی میں ہے، یہ دیباچہ بعض نسخوں میں شامل نہیں، بظاہر اس کے خارج کرنے کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی، دیباچہ بعض نسخوں میں خصوصاً برلن ایڈیشن میں غلط چھپ گیا ہے، مطبع نظامی کانپور کے ایڈیشن (۱۸۶۲) میں یہ فارسی دیباچہ شامل ہے، یہ نسخہ خود غالبؔ کا تصحیح کردہ ہے اس لیے اس میں غلطیاں نہیں، البتہ چونکہ زبان بہت ادق ہے اسی وجہ سے بعض نسخوں میں کافی غلطیاں ہیں، شاید اسی وجہ سے بعض نسخوں میں یہ فارسی دیباچہ شامل نہیں کیا گیا لیکن اس کے خارج کر دینے کا کوئی جواز نہیں، جب خود شاعر نے اپنے قلم سے دیباچہ لکھا ہو تو کسی شخص کو کلام سے نکالنے کا ہرگز حق نہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ غالبؔ شناسوں نے غالبؔ کے کلام کو چھان مارا ہے، لیکن دیباچہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکی۔ بہرحال جن لوگوں نے اس دیباچے کو دیوان سے خارج کر دیا ہے، گویا اُن کے نزدیک یہ غالبؔ کا کلام ہی نہیں ہے، یہ افسوس کا مقام ہے، شاید لوگوں کی نظر میں یہ کھٹکتا ہو کہ کلام تو اُردو کا ہے اور مقدمہ فارسی میں ہو، لیکن دیوان اور دیباچے کی زبان کے اختلاف کی روایت قدیم میں پائی

ہیں۔ مولانا روم کی شہرۂ آفاق مثنوی تو فارسی میں اور اس کا مقدمہ عربی میں ہے، اور
ی کے ساتھ شامل ہے، الگ نہیں کیا گیا ہے، بہر حال جب یہ بات یقینی ہے کہ یہ مقدمہ
لب کا لکھا ہوا ہے تو پھر اُسے نہ دیوان سے الگ کرنا چاہیے اور نہ اس کی طرف سے بے
تی برتنا چاہیے، غالب شناسوں کی اس بے توجہی سے مجھے شکایت ہے، اس کی طرف بھی
طرح توجہ کرنی چاہیے، جیسا دیوان کی طرف توجہ کی گئی ہے۔

راقم کے پیش نظر دیوان غالب، غالب انسٹی ٹیوٹ کا حالیہ ایڈیشن ہے، اس میں
ی دیباچہ شامل ہے جو مطبع نظامی کے مطبوعہ نسخے کی طرح غلطیوں سے پاک ہے، لیکن
دیباچے کی طرف توجہ نہیں کی گئی، راقم الحروف کو جب صورت حال کا پتا چلا تو اس کے
نے کا شوق پیدا ہوا، اس کو پڑھنا شروع کیا، ایک دو بار پڑھنے سے اس کے مطالب روشن
سکے، بار بار پڑھا تو کچھ سمجھ میں آیا، لیکن بعض جگہ عبارت نہ سمجھ سکا، بہر حال جو کچھ
نے سمجھا ہے وہ غالب دوستوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

میں جس طرح اپنے مطالعے کے نتیجے کو پیش کر رہا ہوں، اس میں پہلے فارسی متن
پھر اس کا ترجمہ اور آخر میں الفاظ و مصطلحات کی تشریح۔

(ا) دیباچہ کا فارسی متن

مشام شمیم آشنایان را صلا، و نہاد انجمن نشینان را مژدہ کہ لختی از سامان مجمرہ گردانی[۱]
و دامنی از عود ہندی بہم دست دادہ است، نہ[۲] چو بہای سنگ ژدپ[۳] خوردہ بہنجار نا طبیعی
بی اندام تراشیدہ، بلکہ بہ تیمر[۴] شکافتہ، بکارد ریز ریز کردہ، بسوہان خراشیدہ، ایدون نفس
ہای[۵] شوق بہ جستجوی آتش پارسی است، نہ آتشی کہ در گلخن ہای ہند افسردہ و خاموش و از
خاکستر بہ مرگ خودش سیہ پوش جنی، چہ[۶] بروی مسلم است از ناپاکی بے بہ استخوان مردہ

مجمرہ گردانی، آتشدان پھرانا، مفہوم غیر واضح۔
یہ حرف (نہ) خوردہ، شکستہ اور تراشیدہ تینوں پر آیا ہے یعنی نخوردہ، نہ شکستہ، نہ تراشیدہ۔
محذوف در نسخۂ برلن، و نسخۂ حامد علی خان (لاہور): سنگ روب، دیکھیے فرہنگ نسخۂ برلن۔
کذا در نسخہ برلن، نسخۂ چاپ غالب انسٹی ٹیوٹ: گداختگی بخذف ہای۔ (تیم)
برلن: بروی۔
برلن: ناپاکی، یہ لفظ واضح نہیں۔

ناہار[۸] شکستن و از دیوانگی برشتۂ شمع مزار گشتہ آویختن، ہر آینہ بدل گداختن تیر زد و بزم افروختن را
نشاید، رخ آتش بہ صنع[۸] برافروزند و آتش پرست را بپاد افراہ ہم در آتش سوزندہ نیک می دانند کہ
پژوہندہ در ہوای آن درخشندہ آذر نعل در آتش[۹] است کہ بچشم روشنی ہوشنگ از سنگ بیرون تاختہ و
در ایوان[۱۰] لہراسپ نشو و نما یافتہ، حُسن[۱۱] را فروغ است و لالہ را رنگ و مغز را چشم و کدو را چراغ۔

بخشندۂ یزدان[ا] درون بخن فروز[۱۲] را سپاسم کہ شراری از آن آتش تابناک در خاکستر
خویش یافتہ بکاوکاو سینہ شکافتہ ام و از نفس دمہ بر آن نہادہ، بو کہ دراندک مایہ روزگاران آن مایہ
فراہم تواند آمد کہ مجمرہ را فرّ روشنائی چراغ و رائحۂ عود را بال شناسائی[۱۳] دماغ تواند بخشید، ہمانا
نگارندۂ این نامہ را آن در سر است کہ پس از انتخاب دیوان ریختہ بگرد آوردن سرمایۂ دیوان فارسی
برخیزد و بہ استفاضۂ کمال این فریور فن پس زانوی خویشتن نشیند، امید کہ سخن سرایان سخنور ستای
پراگندہ ابیاتی را کہ خارج ازین اوراق یابند از آثار تراوش رگ کلک این نامہ سیاہ نشناسند و جامہ گرد آور را
در ستایش و نکوہش آن اشعار ممنون[۱۵] و ماخوذ نسگالند۔

یارب، این بوی ہستی نا شنیدہ[۱۶] و از نیستی بہ پیدائی نارسیدہ یعنی نقش بہ ضمیر آوردہ
نقاش کہ اسد اللہ خاں موسوم و بہ مرزا نوشہ معروف و بہ غالب متخلص است چنانکہ اکبر آبادی مولد
و دہلوی مسکن است، فرجام[۱۷] کار نجفی مدفن باد۔ فقط

۸ ناہار بھوک
۹ ایہام تناسب کی اچھی مثال۔
۱۰ لہراسپ بادشاہ تھا اس کی مناسبت سے ایوان، آتش کے ساتھ نشو و نما کا فقرہ زیادہ مناسب نہیں، البتہ چونکہ اس کا تعلق بلخ کے آتشکدہ سے تھا اس لیے آگ پر اس کی خصوصی توجہ رہی ہوگی۔
۱۱ برلن: حسن
۱۲ درون بخن فروز، دل کو سخن سے روشن کرنے والا، یہ مرکب صفت درون کی ہے۔
۱۳ عود کی خوشبو میں تیز پرواز پرندے کی طرح بازو لگا دے جس سے وہ فوراً دماغ تک پہنچ جائے۔
۱۴ فیض حاصل کرنا۔
۱۵ فریور فن یعنی راست فن، فن میں کسی طرح کی کجی نہیں۔
۱۵ بہ ظاہر صنعت لف و نشر مرتب کی مثال ہے یعنی ستایش کا تعلق ممنون سے ہے اور نکوہش کا ماخوذ سے، ماخوذ بہت مناسب لفظ نہیں معلوم ہوتا۔
۱۶ شنیدہ یعنی شمیدہ، شمیدن، سونگھنا۔
۱۶ بہ ضمیر آمدۂ نقاش نقش کی صفت ہے، یعنی ایسا نقش جو نقاش کے دل میں ہے۔
۱۷ فرجام کار، انجام کار، آخر کار، غالب کی دعا ہے کہ وہ مریں تو نجف میں دفن ہوں، جائے پیدائش یا جائے سکونت نسبت عام ہے، ایسی ہی نسبت ہے جیسی صوفی مشرب، حنفی مسلک وغیرہ میں ملتی ہے، لیکن مدفن کی نسبت تو غالب ایسے ذہین شخص کی ذہانت کا نتیجہ ہے۔

(۲) ترجمہ

خوشبو آشنا دماغ کو دعوت دی جارہی ہے، اور محفل نشینوں کی طینت کو خوش خبری سنائی جارہی ہے کہ منقل (آتشدان) میں خوشبو کے لیے عود جلانے کا کچھ سامان میسر ہو گیا ہے، اور کچھ عود ہندی بھی ہاتھ لگ گئی ہے، یہ عود کی لکڑی پتھر سے کاٹی نہیں گئی ہے، نہ غیر مناسب انداز سے توڑی اور نہ بے سلیقہ تراشی گئی ہے، بلکہ کلہاڑی سے کاٹی گئی ہے، چاقو سے مناسب طریقے سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے ہیں اور ریتی سے باقاعدہ تراشی گئی ہے، اب جذبۂ شوق آتش پارسی کی تلاش میں اتنی تیزی سے رواں دواں ہے کہ اس کی سانس پھول رہی ہے۔ (عود ہندی منقل میں ہے، اس کو جلانے کے لیے آگ کی ضرورت ہے، اور وہ آگ ایرانی فارسی سے مستفاد ہو نہ ہندوستانی فارسی سے) ایسی آگ کی تلاش نہیں جو ہندوستان کے بھاڑ میں بجھ چکی ہو اور مٹھی بھر راکھ میں تبدیل ہو کر اپنی فنا پر دلالت کرتی ہو (بظاہر ہندوستانی فارسی کی طرف اشارہ ہے جس میں زندگی کے آثار باقی نہیں رہ گئے ہیں)، ناپاکی کی وجہ سے مردہ ہڈی سے اپنی بھوک ختم کرنا اور دیوانگی کی بنا پر مزار پر بجھے ہوئے چراغ کے تار سے لٹکنا اس پر مسلّم ہے (یعنی زندگی سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہ گیا ہے) یہی آگ نہ دل کو پگھلا سکتی ہے اور نہ اس سے بزم روشن ہو سکتی ہے (گویا وہ اپنا اثر پوری طرح کھو بیٹھی ہے)، اپنے ہنر۱ سے آگ پیدا کرنے والا اور آتش پرست کو اس کے اعمال بد کے بدلے میں آگ میں جلا۲ ڈالنے والا خواب جانتا ہے کہ پژوہندہ (تلاش کرنے والا) ایسی تابناک آتش کے حصول کے لیے بیقرار ہے جو ہوشنگ کی پیشکش کے لیے پتھر سے نکالی گئی اور جو لہراسپ کی بارگاہ میں روز افزوں بڑھتی رہی، وہ آتش خس کے لیے فروغ، لالہ کے لیے رنگ، آتش پرست کے لیے چشم اور بتکدہ کے لیے چراغ ہے، (گویا ساری کائنات کے لیے موجب فروغ ہے)۔

---

۱. قرآن کی سورۂ "یٰسٓ" میں ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ بعض ہرے درخت سے تمہارے لیے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگاتے ہو۔

۲. آتش پرست باوجود اس کے کہ آگ کی پرستش کرتا ہے، لیکن اگر وہ آگ میں پڑ جائے تو آگ اس کو جلا ڈالتی ہے۔

خاکسار خدا کا سپاس گزار ہے جو دل کو سخن سے تابناک بنا دیتا ہے، اس کی آتش تابناک کا ایک شرارہ خاکسار نے اپنے خاکستر میں پایا تو اس کے ذریعے سینے کی خلش بڑھی، اس شرارہ پر سانس کی دھونکنی لگا دی، امید ہے کہ کچھ ہی دنوں میں ایسی صورت ہو کہ منقل میں چراغ کی روشنی جیسی تابندگی اور عود کی خوشبو میں دماغ کو جلد سے جلد معطر کرنے کی خوبی پیدا ہو جائے۔

اب حقیر راقم کی آرزو ہے کہ اُردو دیوان غزلیات کے انتخاب کے بعد فارسی دیوان کے جمع کرنے کی طرف توجہ کروں اور اس طرح کمال حاصل کرنے کے بعد پیر توڑ کر بیٹھ جاؤں۔

امید کرتا ہوں کہ اہل سخن حضرات اور میرے قدردان میرے بکھرے ہوئے اشعار کو جو اس دیوان میں شامل نہیں، انہیں میرے تراوش خامہ کا نتیجہ نہ قرار دیں گے اور دیوان کے جامع کو ان اشعار کی ستایش سے نہ ممنون کریں گے اور نہ ان کی برائی سے مجھ پر الزام تراشیں گے۔

یہ اشعار وجود کی خوشبو سے محروم ہیں جو عدم سے وجود میں نہیں آئے یعنی نقش ہیں جو نقاش کی ضمیر میں ہیں، نقاش موسوم بہ اسداللہ خاں، معروف بہ مرزا نوشہ اور متخلص بہ غالبؔ ہے، خدا کرے وہ جس طرح اکبر آبادی مولد اور دہلوی مسکن ہے، آخر میں نجفی مدفن ہو جائے۔ (۲۴/ ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ)

(۳) تشریح الفاظ و فقرات و مصطلحات

۱۔ دماغ: فارسی میں بہ معنی بینی یعنی ناک کے ہیں۔

۲۔ صلا: کسی کو کھانے یا کسی اور چیز کے لیے آواز دینا۔

۳۔ نہاد: سرشت، طینت، آفرینش۔

مجمرہ: آتشدان، منقل جس میں خوشبو کے لیے عود وغیرہ جلائے جاتے ہیں۔

عودہندی: درخت کی چھال ہے، اس کے جلانے سے اچھی خوشبو نکلتی ہے، غالبؔ نے اپنے ایک دیوان کا نام عودہندی رکھا تھا۔

ژوب: ضرب، یہ لفظ فارسی لغات سے خارج ہے، غالبؔ نے دستنبوہ میں استعمال کیا ہے، بخوبی ممکن ہے کہ دساتیری ہو، بعض نسخوں میں یہ لفظ محذوف ہے (دیکھئے نسخہ برلن کاویانی ۱۹۲۵)، دیوان غالبؔ مرتبہ حامد علی خاں لاہور ۱۹۶۹ء میں سنگ روب ہے اور حاشیہ میں ہے: "متداول نسخوں میں ژوب ہے جو کسی لغت میں نہیں ملتا، پروفیسر عابدی کا خیال ہے کہ غالبؔ نے سنگ روب لکھا ہوگا"، بعد میں حامد علی صاحب نے ایک نسخے میں پنسل سے یہ اطلاع درج کی کہ جناب عرشی صاحب نے ژوب کی طرف توجہ دلائی" عرشی صاحب نے فرہنگ غالبؔ ص۱۳۶ پر لکھا: دستنبوہ میں ژوب بمعنی ضرب ہے، لیکن دستنبو لغت نہیں ہے، دستنبوہ میں جہاں بیسوں لفظ دساتیری ہیں بخوبی ممکن ہے کہ یہ لفظ بھی دساتیری ہو اور فارسی زبان سے خارج۔

بے اندام: اندام بمعنی قاعدہ، روش، آراستہ وبنظام، بی اندام بمعنی بے قاعدہ، غیر مناسب

ایدون: اکنون۔اب

نقش گداختگی ہای شوق: کسی چیز کے شوق میں آدمی دوڑتا ہے، دوڑنے میں سانس پھولتی ہے، یہی نفس گداختگی شوق ہوا یعنی جستجو میں دوڑتے دوڑتے سانس پھولنے لگی۔

ناپَی کا لفظ غیر واضح ہے، یہ بھی غیر واضح ہے کہ استخوان مردہ سے کیا مراد ہے۔

ناہار شکستن: بھوک توڑنا یعنی ناشتہ کرنا، کھانا

صنع: نسخہ برلن میں شع ہے۔

بادافراہ: مکافات بدی

آذر: آذر (آگ) غالبؔ ذال فارسی کے وجود کے قائل نہ تھے، لیکن یہ خیال غلط ہے، فارسی زبان کے ہزارہا الفاظ ہیں جن میں ذال موجود ہے، بلکہ ایک اصول یہ ہے کہ اگر "دال" کے پہلے حرف پر اعراب ہو یا حروف 'ا'، 'و'، 'ی' میں سے کوئی ہو وہ دال نہیں ہے ذال ہے، مثلاً آذر ہے آدر نہیں، گذشت ہے گدشت نہیں، آمذ ہے آمد نہیں، یہ پہلوی زبان کا قاعدہ تھا جو اسلامی فارسی میں بھی رائج ہوا، بعد میں ختم ہو گیا لیکن ابھی چند لفظوں میں باقی ہے جیسے گذشت، کاغذ۔

نعل در آتش: مضطرب وپریشان

چشم روشنی: مبارکباد (عنایت، پیشکش (غیاث) تہنیت و مبارکباد (آنندراج) مبارکبادی (ناظم الاطبا)، ہدیہ (فرہنگ نظام)

چشم روشنی گفتن، مبارکباد گفتن
گویند چشم روشنی ہم غزالہا
ہرجا کہ آن نگار بہ عزم سفر رود

(آنندراج)

غالبؔ نے ایک خط میں چشم روشنی تہنیت شادی، جشن، بزم طوی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

درین چشم روشنی، کہ پیش آوردۂ دولت ساز کردۂ اقبال است از اقسام
سخن چہ بکار رفتہ (نامہ بنام منشی محمد حسن در تہنیت شادی منشی احمد حسن)

اس خط کے آخری جملے یہ ہیں:

برادر عالی قدر از جان گرامی تر میرزا علی بخش خان بہادر بہ تقدیم

مراسم خلعت سلام نیاز می رسانند و در گزارش شیوۂ چشم روشنی و
عرض مراسم تہنیت بانامہ نگار ہمزبانند۔

ہوشنگ: پسر سیامک پیشدادی نوۂ کیومرث، کیومرث کی طرف سے دیووں کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ کیومرث کے بعد تخت پر بیٹھا اور ۴۰ سال تک حکمرانی کی، جشن سدہ اس کی ایجاد ہے، لیکن بعض جشن سدہ کی ایجاد کا سہرا کیومرث کے سر باندھتے ہیں۔

لہراسپ: گشتاسپ کا باپ تھا، اس کے زمانے میں زردشت رونما ہوا اور لہراسپ نے زردشت کا مذہب اختیار کر لیا، کہتے ہیں کہ وہ تخت سے دستبردار ہو کر بلخ کے نوبہار کے آتشکدہ میں چلا گیا، اور جاسپ تورانی کے ہاتھوں قتل ہوا۔

خس کے بجائے نسخہ برلن میں حسن ہے

مغ: فردی از قبیلہ مغان، مغان آتش پرستان، گبران۔

درون بخن: نسخۂ برلن میں درون بحسن ہے

کاوکاو: کاویدن بہ شدت وحدت، خلش

کاوکاو سخت جانی ہای تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئی شیر کا

زمہ: دھونکنی

بو: امید

بال شناسائی دماغ: خوشبو میں بازو لگ جائے گا جس سے اڑ کر وہ فوراً دماغ تک پہنچ جائے گی۔

فریور: راست، یہ آذر کیوانی لفظ ہے، فارسی اصیل سے کوئی تعلق نہیں، فریوردین و فریورکیش، راست کیش و درست مذہب، فرہنگ جہانگیری میں ہے: فربودی راست درست کیش کو کہتے ہیں، برہان میں ہے کہ فربود وہ شخص جو اپنے کیش و ملت میں راست و درست ہو، فربودی کے بھی یہی معنی ہے، فربودی اور فربود، فریور کی طرح آذر کیوانی لفظ ہیں، دیکھیے برہان قاطع ج ۳ ص ۱۴۲۵ متن و حاشیہ۔

چامہ: سرود و نغمہ و شعر، و نیز بمعنی غزل، چامہ گرد آور بمعنی اشعار غزل کا جامع۔